

أُصُولُ الشَّاشِيَّ

لِلإمام نظام الدين الشاشي

طبعة جديدة ملونة مصححة

بإضافة عناوين البحوث في رؤوس الصفحات

على أساس حاشية

الشيخ الحافظ محمد بركت الله اللكنوي المسمى به

”أَحْسَنُ الْجَوَابِ شَيْ“

بإضافة نبذة من التعليقات الأخرى مع تخريج الأحاديث

مكتبة الشاشي كراتشي باكستان

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولَى الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ^٤ (النساء: ٨٣)

أصول الشاشي

للإمام نظام الدين الشاشي

المتوفى سنة ٣٢٥

على أساس حاشية الشيخ الحافظ محمد بركت الله اللكنوي
المسمى به

”أحسن الحواشي“

بإضافة نبذة من التعليقات الأخرى مع تخريج الأحاديث

مكتبة الشاشي
كراتشي باكستان

٣ - ومنافقٌ لم يُعرف نفاقه فروى ما لم يسمعَ وافترى، فسمعَ منه أناسٌ، فظنُّوه مؤمنًا مخلصاً فرووا ذلك واشتهرَ بين الناسَ".*

فلهذا المعنى وجب عرضُ الخبر على الكتاب والسنة المشهورة.

ونظير العرض على الكتاب: في حديث مَسَّ الذَّكَرَ فيما يُروى عنه "من مَسَّ ذكره فليتوضأ"،** فعرضناه على الكتاب، فخرج مخالفاً لقوله تعالى: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا﴾، فأنهم كانوا يستنجون بالأحجار ثم يغسلون بالماء، ولو كان مَسُّ الذَّكَرِ حدثاً لكان هذا تنجيساً لا تطهيراً على الإطلاق.

وجب عرضُ الخبر إلخ: لاحتمال أن يكون راويه أعرابياً غير فقيه أو منافقاً روى ما لم يسمع. ونظير العرض على إلخ: وهو قوله ﷺ: "من مس ذكره فليتوضأ"، فإنه مخالف للكتاب؛ لأن الله تعالى مدح المتطهرين بالاستنجاء بالماء بقوله عز اسمه: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا﴾، والاستنجاء بالماء لا يتصور إلا بمس الفرجين، وثبت بالنص أنه من التطهير، والحديث يقتضي أن يكون مس الذكر حدثاً يوجب الوضوء؛ لأنه أمر بالتوضي بعد مس الذكر، فلو لم يكن حدثاً لا يوجب الوضوء لعدم الفائدة؛ لأن فعل النبي ﷺ وكذا حكمه لا يخلو عن الحكمة، فإذا تعارض أي: الكتاب والحديث فلا يترك العمل بالكتاب بالحديث الذي هو أدنى من الكتاب باعتبار العمل لا باعتبار ذاته فافهم. فخرج مخالفاً لقوله تعالى إلخ: نزلت هذه الآية في أهل مسجد قباء وهم كانوا يستنجون بالماء بعد استعمال الأحجار، والاستنجاء بالماء لا يتصور إلا بمس الفرجين جميعاً، فلو كان مس الذكر حدثاً لا يكون الاستنجاء تطهيراً، وقد ثبت بالنص أنه تطهير، والحديث تقتضي أن يكون مس الذكر حدثاً يوجب الوضوء؛ لأنه أمر بالتوضي بعد مس الذكر، فلو لم يكن حدثاً لا يوجب الوضوء لعدم الفائدة، والنص يقتضي أن لا يكون حدثاً؛ لما ذكرنا، فلذا ترك الحديث.

تنجيساً: للبدن بالنجاسة الحكيمة، وهي أقوى من الحقيقة. لا تطهيراً: وقد سمي الله تعالى ذلك تطهيراً على الإطلاق ومدحهم بذلك، ولو كان حدثاً لما استحقوا المدح؛ إذ الإنسان لا يستحق المدح في حالة الحدث فافهم.

* لم أجده.

** أخرجه الترمذي في "جامعه" في باب الوضوء من مس الذكر، رقم: ٨٢، والنسائي في باب الوضوء من مس الذكر، رقم: ٤٤٧، وأبوداود في باب الوضوء من مس الذكر، رقم: ١٨١، عن بسرة بنت صفوان رضي الله عنها.

أصول الشاشي

نظام الدين أبي علي أحمد بن محمد بن إسحاق الشاشي
المتوفى سنة ٣٤٤ هـ

وبحاشيه

بعمدة الحواشي
شرح أصول الشاشي
للمؤلف محمد نيف المصنف الحسن الكنتروحي

ضبطه وصنعه

عبد الله محمد الحلياني

تدقيقه:

وضعنا «أصول الشاشي» في أعلا الصفحات ،
ووضعنا شرحه «عمدة الحواشي» في أسفل
الصفحات على شكل حواشٍ ، ووصلنا بينهما بخط

مستورات

مختار دجاوي بينون

لنشر كتب السنة والجماعة

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

بحث شرط العمل بخبر الواحد

قلنا: شرط العمل بخبر^(١) الواحد، أن لا يكون مخالفاً للكتاب والسنة^(٢) المشهورة، وأن لا يكون مخالفاً للظاهر قال^(٣) عليه السلام (تكثر لكم الأحاديث بعدي فإذا روي لكم عني حديث فاعرضوه على كتاب الله فما وافق فاقبلوه وما خالف فردّوه). وتحقيق^(٤) ذلك فيما روي عن عليّ بن أبي طالب إنه قال: كانت الرواة على ثلاثة أقسام. مؤمن مخلص صاحب رسول الله ﷺ، وعرف معنى كلامه.

وأعرابيّ جاء من قبيلة فسمع بعض ما سمع ولم يعرف حقيقة كلام رسول الله ﷺ، فرجع إلى قبيلته، فروى بغير لفظ رسول الله ﷺ فتغيّر المعنى، وهو يظنّ أنّ المعنى لا يتفاوت. ومنافق لم يعرف نفاقه، فروى ما لم يسمع وافتري فسمع منه أناس فظنّوه مؤمناً مخلصاً فرووا ذلك واشتهر بين الناس.

فلهذا المعنى وجب^(٥) عرض الخبر على الكتاب والسنة المشهورة.

ونظير^(٦) العرض على الكتاب في حديث مسّن الذكر فيما يروى عنه (من مسّن

(١) قوله (بخبر الواحد) أعلم أن قبول خبر الواحد ووجوب العمل به متعلق بشروط ثمانية على ما أشار إليه الشيخ في الكتاب. أربعة في نفس الخبر. وأربعة في المخبر.

فالأربعة الأولى أن لا يكون مخالفاً للكتاب، وأن لا يكون مخالفاً للسنة المشهورة، وأن لا يكون في حادثة تعم بها البلوى، وأن لا يكون متروك الاحتجاج به عند ظهور الاختلاف. وأما الأربعة في المخبر فالعقل، والعدالة، والضببط، والإسلام.

(٢) قوله (والسنة المشهورة) والمتواتر والإجماع، لأن هذه الأدلة قطعية، والخبر الواحد ظني ولا تعارض بين القطع والظني بوجه ما، الظني يسقط بمقابلته.

(٣) قوله (قال) الخ... دليل على المدعي المذكور علم بعضه بالعبارة وعلى بعضه بالدلالة.

(٤) قوله (وتحقيق ذلك) أي اختلاف الرواة ولزوم العرض على كتاب الله تعالى.

(٥) قوله (وجب عرض الخبر على الكتاب) الخ... لاحتمال أن يكون راويه أعرابياً غير فقيه، أو

منافقاً روى ما لم يسمع. فإن قلت: قد طعن فيه أهل الحديث وقالوا: روى هذا الحديث يزيد بن ربيعة، عن أبي الأشعث عن ثوبان، ويزيد بن ربيعة مجهول ولا يعرف له سماع عن أبي الأشعث فكان منقطعاً فلا يصح الاحتجاج به. والجواب عنه: أن الإمام محمد بن إسماعيل البخاري أورد هذا الحديث في كتابه وهو إمام أهل الحديث فكفى به دليلاً على صحته ولم يلتفت إلى غيره.

(٦) قوله (ونظير العرض على الكتاب) الخ... وهو قوله عليه السلام «من مس ذكره فليتوضأ» فإنه مخالف للكتاب لأن الله تعالى مدح المتطهرين بالاستنجاء والماء بقوله عز اسمه ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا﴾ والاستنجاء بالماء لا يتصور إلا بمسّ الفرجين، وثبت بالنص إنه من التطهير.

عنوانات، فہرست، تسہیل،
کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ

اجمل الحواشی

علی

اصول الشاشی

تالیف

حضرت مولانا جمیل احمد سکروڈھوی

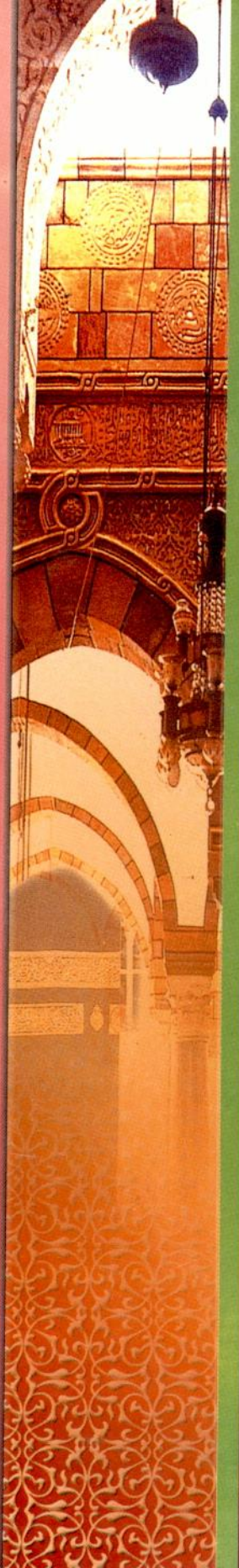
استاذ دارالعلوم (وقت) دیوبند

تسہیل و عنوانات

مولانا محمد شفیع صاحب

فاصلہ جامعہ علوم اسلامیہ بنو عربیہ ٹاؤن کراچی

دارالاشاعت کراچی



اضافہ: عنوانات، فہرست، تسہیل، کیونکہ پیکو رنگ کے ساتھ پہلی بار

اجمل الحواشی

علی

اصول الشاشی

تالیف
حضرت لانا جمیل احمد سکرو ڈھوی
استاذ دارالعلوم (وقت) دیوبند

تسہیل و عنوانات

مولانا محمد شفیق صاحب

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ سرگودھا، ڈاکٹر کراچی

دارالاشاعت
آڈو بلاک، ایف بی جی روڈ
کراچی پاکستان 2213768

تسہیل، اضافہ عنوانات، کمپوزنگ کے حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : ۲۰۰۵ء، علمی گرافکس کراچی
صفحہ : 396 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

..... ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۃ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 ویب روڈ السہیلہ کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
بیت الکتاب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار - فیصل آباد
ادارہ اسلامیات ۱۹۰ - انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 ناہر روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادی ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
یونیورسٹی بک انجینسری خیبر بازار پشاور
کتاب خانہ رشیدیہ - مدینہ مارکیٹ راجہ بازار اولپنڈی
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا - ایبٹ آباد
مکتبہ المعارف محلہ جنگلی - پشاور

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
At Continenta (London) Ltd.
Cooks Road, London E15 2PW

عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمَشْهُورَةِ.

ترجمہ:..... اور راویوں کے اختلاف اور خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کرنے کی تحقیق اس میں ہے جو حضرت علیؑ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ راوی تین قسم پر ہیں، مؤمن مخلص جس کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل ہو اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے کلام کے معنی سمجھے ہوں اور اعرابی جو کسی قبیلہ سے آیا اس نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے کلام کی حقیقت کو نہیں سمجھا پھر قبیلہ کی طرف لوٹا اور رسول اللہ ﷺ کے لفظوں کے علاوہ کے ساتھ روایت کیا پس معنی بدل گئے اور وہ خیال کرتا ہے کہ معنی متفاوت نہیں ہوئے۔ اور منافق جس کا اتفاق معلوم نہیں پس اس نے بغیر سنی ہوئی بات روایت کی اور جھوٹ بولا پھر اس سے لوگوں نے سنا اور اس کو مؤمن مخلص خیال کیا پس اس کو روایت کر دیا اور وہ روایت لوگوں کے درمیان مشہور ہو گئی پس اسی معنی کی وجہ سے خبر کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ پر پیش کرنا واجب ہوا۔

تشریح:..... مصنف فرماتے ہیں کہ ہم نے جو یہ کہا ہے کہ راوی کے اختلاف کی وجہ سے بعض روایات مقبول اور بعض مردود ہوں گی اس کو جاننے کے لئے خبر کو کتاب اللہ پر پیش کیا جائے گا اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ راوی تین قسم کے ہیں ایک تو وہ جو خالص اور مخلص مؤمن ہو، آنحضور ﷺ کا صحبت یافتہ ہو اور اپنی فہم و فراست سے آپ ﷺ کے کلام کے معنی اور مفہوم کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ دوم وہ بدوی جو کسی قبیلہ سے دربار رسالت میں آیا اور اس نے آنحضور ﷺ سے کچھ سنا اور کچھ نہیں سنا اور آپ کے کلام کی مراد کو بھی نہ سمجھ سکا پھر وہ بدوی اپنے قبیلہ میں واپس آیا اور حدیث رسول کو اپنے لفظوں میں روایت کیا اور نبی کی مراد کو بدل ڈالا۔ یعنی صحیح مفہوم ادا نہیں کر سکا اور خدا کا بندہ خیال یہ کرتا رہا کہ پیغمبر ﷺ کے کلام کا مفہوم متغیر نہیں ہوا۔ سوم وہ منافق جس کا اتفاق معروف و مشہور نہ ہو، اس نے بلاسنے رسول اللہ ﷺ پر افتراء کرتے ہوئے حدیث روایت کی بعض لوگوں نے اس حدیث کو اس سے سنا اور اس کو مؤمن مخلص سمجھ کر اس کی حدیث کو روایت کر دیا اور وہ حدیث لوگوں میں مشہور ہو گئی۔ ان تینوں اقسام میں سے پہلے راوی کی روایت حجت ہو گئی لیکن دوسرے اور تیسرے راوی کی روایت حجت نہ ہوگی پس اسی راویوں کے حالات کے اختلاف کی وجہ سے خبر واحد کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ پر پیش کرنا واجب ہے۔

خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کرنے کی نظیر

وَنَظِيرُ الْعَرَضِ عَلَى الْكِتَابِ فِي حَدِيثِ مَسِّ الذَّكَرِ فِيمَا يَرَوِي عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَيْتَوَضَّاءَ فَعَرَضْنَاهُ عَلَى الْكِتَابِ فَخَرَجَ مُخَالَفًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا فَإِنَّهُمْ كَانَ يُسْتَنْجَوْنَ بِالْأَحْجَارِ ثُمَّ يَغْسِلُونَ بِالْمَاءِ وَلَوْ كَانَ مَسُّ الذَّكَرِ حَدَثًا لَكَانَ هَذَا تَجْيِيسًا لَا تَطْهِيرًا عَلَى الْإِطْلَاقِ وَكَذَلِكَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيَّمَا أَمْرٍ أَنْكَحْتُ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ وَلَيْتَهَا فَبَكَحَهَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ بَاطِلٌ خَرَجَ مُخَالَفًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكَحْنَ أَرْوَاجَهُنَّ فَإِنَّ الْكِتَابَ يُوجِبُ تَحْقِيقَ النِّكَاحِ مِنْهُنَّ.

بِسْمِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى
مَنْ يُرِيدُ اللَّهَ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ
(بخاری و مسلم)



اجود الخواشي أردو شرح أصول الشاشي

اعراب عبارت و ترجمہ، اصول فقہ کے مسائل کا خلاصہ تجزیہ عبارت کے عنوان سے
تشریح عبارت کے تحت ائمہ کرام کے اختلافی مسائل مع اولہ، فوائد نافعہ و اعتراضات و جوابات

تالیف

حضرت مولانا محمد صدیق صغریٰ صاحب

استاذ الحدیث

جامعہ اسلامیہ عربیہ

مدنی ٹاؤن غلام محمد آباد فیصل آباد پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى
مَنْ يُرِيدُ اللَّهَ بِهِ خَيْرًا يُفْقِهْهُ فِي الدِّينِ
(بخاری و مسلم)

ابوداؤد الحواشی اُردو شرح اصول الشاشی

اعراب عبارت و ترجمہ، اصول فقہ کے مسائل کا خلاصہ تجزیہ عبارت کے عنوان سے
تشریح عبارت کے تحت ائمہ کرام کے اختلافی مسائل مع اولہ، فوائد نافعہ و اعتراضات و جوابات

تالیف

حضرت مولانا محمد سید صفر علی صاحب

استاذ الحدیث

جامعہ اسلامیہ عربیہ

مدنی ٹاؤن غلام محمد آباد فیصل آباد پاکستان

عہد صحابہ کے راویوں کی تین اقسام

یہاں سے مصنف فرماتے ہیں کہ راویوں کے اختلاف احوال کی وجہ سے بعض روایات مقبول ہوں گی اور بعض مردود، اس کو جاننے کیلئے خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کیا جائے گا اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عہد صحابہ کے راویوں کی تین اقسام ہیں۔

قسم اول: یہ ہے کہ روایت کرنے والا مؤمن مخلص ہو جس نے حضور اقدس ﷺ کی صحبت کا فیض حاصل کیا ہو اور اپنی فہم و فراست سے حضور اقدس ﷺ کے کلام کا معنی اور مفہوم کو بھی سمجھا ہو۔

قسم ثانی: یہ ہے کہ راوی وہ اعرابی اور دیہاتی ہو جو اپنے قبیلہ سے دربار رسالت میں آیا اور اس نے حضور اقدس ﷺ سے کچھ سنا اور کچھ نہ سنا اور آپ کے کلام کی مراد کو بھی نہ سمجھ سکا پھر وہ اعرابی اپنے قبیلہ میں واپس چلا گیا اور حضور اقدس ﷺ کی حدیث کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا جس سے حضور اقدس ﷺ کی مراد بدل گئی اور وہ سمجھتا رہا کہ حضور اقدس ﷺ کے کلام کا مفہوم اور معنی متغیر نہیں ہوا۔

قسم ثالث: وہ منافق کہ جس کا نفاق معروف اور مشہور نہیں تھا اور اس نے حضور اقدس ﷺ سے ایسی بات روایت کر دی جو اس نے آپ ﷺ سے سنی نہیں تھی اور اس نے حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھ دیا اور لوگوں نے اسے مؤمن مخلص سمجھ کر اس کی روایت کو قبول کر لیا اور اس کی حدیث بھی لوگوں میں مشہور ہو گئی۔

ان تینوں اقسام میں سے پہلے راوی کی روایت نجات ہوگی اور دوسرے اور تیسرے راوی کی روایت قابل حجت نہیں ہوگی، ان راویوں کے حالات کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہم نے کہا کہ خبر واحد کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر پیش کرنا واجب ہے۔

وَنَظِيرُ الْعَرَضِ عَلَى الْكِتَابِ فِي حَدِيثِ مَسِّ الذِّكْرِ فِيمَا يُرْوَى عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ "مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَيْتَوْضًا" فَعَرَضْنَاهُ عَلَى الْكِتَابِ فَخَرَجَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى "فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَحَلَّهْرُوا" فَإِنَّهُمْ كَانُوا يَسْتَحْجُونَ بِالْأَخْبَارِ ثُمَّ يَغْسِلُونَ بِالْمَاءِ وَلَوْ كَانَ مَسُّ الذِّكْرِ حَدَثًا لَكَانَ هَذَا تَنْجِيسًا لَا تَطْهَرُهَا عَلَى الْإِطْلَاقِ وَكَذَلِكَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ "أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَكَحَّتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ وَلَيْهَا فَيَكَاخُهَا بِأُطْلُ بَاطِلُ بَاطِلٌ" خَرَجَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى "فَلَا تَفْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَرْوَاجَهُنَّ" فَإِنَّ الْكِتَابَ يُوجِبُ تَحْقِيقَ الْحَقِّقِ مِنْهُنَّ وَمِثَالُ الْعَرَضِ عَلَى الْخَبَرِ الْمَشْهُورِ رِوَايَةُ الْقَضَاءِ بِشَاهِدٍ وَيَمِينٍ فَإِنَّهُ خَرَجَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ "الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعَى وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ" وَبِإِعْتِبَارِ هَذَا الْمَعْنَى قُلْنَا خَبَرَ الْوَاحِدِ إِذَا خَرَجَ مُخَالِفًا لِلظَّاهِرِ لَا يُفَعَّلُ بِهِ وَمِنْ صُورِ مُخَالَفَةِ الظَّاهِرِ عَدَمُ اِشْتِهَارِ الْخَبَرِ فِيمَا يَغْمُ بِهِ الْبُلُوَى فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ وَالثَّانِي لِأَنَّهُمْ لَا يَتَهَمُونَ بِالتَّقْصِيرِ فِي مُتَابَعَةِ السُّنَّةِ فَإِذَا لَمْ يَشْتَهَرِ

ہے جو حکمتوں سے بجا ہوا وہ خزانہ ہاتھ میں آگیا
وہ رفیق درس ملا مجھے سبھی ہمسروں پہ جو چھا گیا

محقق و مدلل

نجوم الحوائشی

شرح اردو

أصول الشكاشی

قالتیف

حسین احمد ہمدانی مدرس دارالعلوم دیوبند

مکتب رحمانیہ

اقراسٹر غزنی سٹریٹ

اردو بازار - لاہور

ہے جو حکمتوں سے بھرپور ہوا وہ خزانہ ہاتھ میں آگیا
وہ رفیق درس بلا مجھے سبھی ہمسروں پہ جو چھا گیا

محقق و مدلل

نجوم الحواشی

شرح اردو

أصول الشاشی

تالیف
حسین احمد برہنہ واری
مدرس دارالعلوم دیوبند

حسب ہدایت
فضیلہ اشخ حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی
استاذ حدیث و فہم تعلیمات دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ رحمانیہ

اقراء سنٹر غزنی سسٹریٹ، انڈیا بازار لاہور

نے نہیں سنی اور اپنی طرف سے جھوٹ کہہ دیا پس لوگوں نے اس منافق راوی سے وہ بات سنی، اور اس کو مومن مخلص خیال کیا پھر اس قول منافق کو دوسروں سے روایت کر دیا اور وہ قول (روایت منافق) لوگوں کے درمیان مشہور ہو گیا، لہذا اسی وجہ (احوالِ رواۃ کا اختلاف) سے خبر کو کتاب اللہ پر اور سنت مشہورہ پر پیش کرنا واجب ہے۔

تشریح: قبل ازیں مصنف نے بیان کیا تھا کہ راویوں کے احوال میں اختلاف ہے، اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کرنے کا حکم دیا تھا، تو اب مصنف اختلافِ احوالِ رواۃ کی تحقیق پیش کر رہے ہیں، کہتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے تین تین منقول ہیں ۱۔ راوی مومن اور مخلص ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہو اور اس نے آپ کے کلام کی مراد کو کا حقہ سمجھا ہو ۲۔ دیہاتی مومن جو کسی قبیلہ سے آپ کے پاس آیا اور آپ کے کلام کا کچھ حصہ سنا اور آپ کے کلام کی حقیقت اور اس کی مراد کو نہ سمجھ سکا پھر وہ اپنے قبیلہ کی طرف لوٹ گیا اور حدیث کو اپنے الفاظ میں بیان کیا جس سے حدیث کے معنی مرادی متغیر ہو گئے اور وہ یہی خیال کرتا رہا کہ حدیث کے معنی میں کوئی تفاوت اور بگاڑ پیدا نہیں ہوا ۳۔ ایسا منافق کہ جس کا نفاق لوگوں پر ظاہر نہ ہوا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر اپنے کفر کو مخفی رکھ کر اپنی طرف سے کوئی بات بیان کر دی اور اس کو جھوٹ نبی کی طرف منسوب کر دیا، چنانچہ بعض لوگوں نے اس کی بات سنی اور اس کو مومن مخلص سمجھ کر اس کی بات کو دوسروں کے سامنے روایت کر دیا اور وہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی حالانکہ وہ اس منافق کی خود ساختہ حدیث تھی نہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی، پس اسی اختلافِ رواۃ کی وجہ سے خبر واحد کو کتاب اللہ پر اور سنتِ رسولؐ پر پیش کرنا ضروری ہے کیونکہ ممکن ہے کہ راوی حدیث غیر فقیہ اعرابی ہو یا منافق ہو چنانچہ جو خبر واحد کتاب اللہ و سنت مشہورہ کے موافق ہوگی وہ قابلِ حجت اور لائقِ عمل ہوگی اور جو مخالف ہوگی وہ رد کر دی جائے گی۔

وَنَظِيرُ الْعَرَضِ عَلَى الْكِتَابِ فِي حَدِيثِ مَسِّ الذَّكَرِ فِيمَا يُرْوَى عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ مَسِّ ذَكَرِهِ فَلْيَتَوَضَّاءَ فَعَرَضْنَاهُ عَلَى الْكِتَابِ فَخَرَجَ مُخَالَفًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا فَإِنَّهُمْ كَانَُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْأَحْجَارِ ثُمَّ يَغْسِلُونَ بِالْمَاءِ وَلَوْ كَانَ مَسُّ الذَّكَرِ حَدَثًا لَكَانَ هَذَا تَنْجِيسًا لَا تَطْهِيرًا عَلَى الْإِطْلَاقِ وَكَذَلِكَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ وَلَيْتَهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ بَاطِلٌ خَرَجَ مُخَالَفًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى فَلَا تَعْصِلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ فَإِنَّ الْكِتَابَ يُوجِبُ تَحْقِيقَ النِّكَاحِ مِنْهُنَّ.

ترجمہ

اور خبر واحد کے کتاب اللہ پر پیش کرنے کی نظیر مسِّ ذکر والی حدیث میں ہے یعنی اس حدیث میں جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ جو شخص اپنا عضو متاثر چھوئے تو چاہیے کہ وہ وضو کرے، پس ہم نے اس حدیث کو کتاب اللہ پر

صِفْوَةُ الْحَوَائِشِ

شرح

اصُولُ الشَّيْخِ

تأليف

مَوْلَانَا سَيِّدُ الْعَقَلِ

امداد لکھنؤ

جَامِعَةُ الْعُلُومِ الْإِسْلَامِيَّةِ الْفَرِيدِيَّةِ

ناشر: مکتب فریدیہ ای سیون اسلام آباد

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ يَرِدِ اللَّهَ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ

صِفْوَةُ الْحَوَائِشِ

شرح

أُصُولُ الشَّيْخِ

تأليف

مَوْلَانَا
حَضْرَتِ
عَبْدُ الْغَفَّارِ صَحْبِ

استاذ الحرم

جَامِعَةُ الْعُلَمَاءِ الْإِسْلَامِيَّةِ الْفَرِيدِيَّةِ

ای سیون — اسلام آباد

مکتب فریدیہ ای سیون اسلام آباد

فون: 051- 2653178 - 2654813-14

طرف احادیث بنا کر منسوب کر دیا لیکن محدثین نے حدیث کو قبول کرنے کی ایسی شرائط مقرر کیں کہ ان کی گھڑی ہوئی باتیں صحیح احادیث سے الگ ہو گئیں۔

قولہ : وتحقیق ذالک الخ - مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ راویوں کے اختلاف احوال کی وجہ سے بعض روایتوں کا مقبول ہونا اور بعض کا مردود ہونا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عہد صحابہ کے راویوں کی تین اقسام ہیں۔

پہلی قسم :- راوی مؤمن مخلص ہو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا فیض حاصل کیا ہو اور رسول اللہ کے کلام کا معنی بھی سمجھا ہو۔

دوسری قسم :- راوی وہ اعرابی اور دیہاتی ہو جو اپنے قبیلے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور رسول اللہ کے کلام کو کچھ سنا اور آپ کی مراد کو نہ سمجھا پھر وہ اعرابی اپنے قبیلے میں واپس چلا گیا اور رسول اللہ کی حدیث کو اپنے الفاظ میں روایت کر دیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد بدل گئی اور وہ سمجھتا رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا مفہوم اور معنی متغیر نہیں ہوا۔

تیسری قسم :- وہ منافق جس کا نفاق معروف و مشہور نہیں تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات روایت کر دی جو اس نے آپ سے سنی نہیں تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس نے افتراء باندھ دیا اور لوگوں نے اس کو مؤمن مخلص سمجھ کر اس کی روایت کو قبول کر لیا اور اس کی حدیث بھی لوگوں میں مشہور ہو گئی۔ ان تین قسم کے راویوں میں سے ظاہر ہے پہلے راوی کی روایت حجت ہوگی اور دوسرے اور تیسرے راوی کی روایت قابل حجت نہیں ہوگی۔

راویوں کے حالات کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہم نے کہا کہ خبر واحد کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ پر پیش کرنا واجب ہے۔

نظیر العرض علی الكتاب فی حدیث مس الذ کر فیما یروی عنہ من مس

ذکرہ فلیتو ضنا فعرضناہ علی الكتاب فخرج مخالفا لقولہ تعالیٰ فیہ رجال

یحبون ان یطہروا فانہم کانو یتسبحون بالا حجار ثم یغسلون بالماء ولو کان